غیر اللہ کیلئے نذر و نیاز کی حقیقت

اثرِ خامہ : محمود مرزا جہلمی۔ چیف ایڈیٹر ہفت روزہ "صدائے مسلم" جہلم

﴿أھِلّ﴾ کے لغوی معنی ہیں اعلان کرنا، "ہلال" کا مادہ یہی ہے۔ اسے ہلال اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے طلوع ہونے سے ایک غلغلہ، شور، شہرت اور عام منادی ہوتی ہے کہ ماہِ نو شروع ہو گیا۔ ہلال، ماہِ نو اور نئے چاند کے لئے اصطلاحی طور پر مستعمل ہے، لغوی معنوں میں نہیں۔

قرآن مجید میں ﴿حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما أھلّ لغیراللہ بہ ...... ﴾ مردار، خون، لحم خنزیر اور اس شے یا گوشت کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ جو اللہ کے سوا کسی دوسری ہستی کے نام پر مختص کیا جائے اور یہ مختص کرنا باقاعدہ اعلان کے ذریعے ہو۔ یعنی خود مختص کرنے والا اور دوسرے لوگ جانتے ہوں کہ شے مذکور یا جانور یا گوشت غیر اللہ کے نام پر مختص ہے۔ میں نے یہ اختصاص باقاعدہ اعلان کردہ اس لئے لکھا ہے کہ ﴿ أھِلّ ﴾ کا مفہوم واضح ہو جائے ورنہ کوئی بھی شے یا جانور یا گوشت، اگر کوئی شخص غیر اللہ کے نام منسوب کردے اور وہ یہ کام صرف دل کی گہرائی میں کرے اور کسی کو کانوں کان خبر اس انتساب کی نہ ہو، تو بھی یہ چیز، جانور یا گوشت حرام ہو جائے گا عام اس سے کہ وہ شے، وہ جانور یا گوشت بذاتہٖ حلال و طیب تھا۔ جس جگہ یہ حکم آیا ہے، وہ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۷۳ ہے۔ یہاں ان چاروں اشیاء کے حرام ہونے میں استثناء کی کوئی صورت نہیں رکھی ---البتہ یہ اجازت دی گئی کہ اضطراری حالت میں بغاوت و سرکشی کے ارادے سے نہیں، کوئی آدمی یہ چاروں چیزیں کھا سکتا ہے۔ وہ حالات و شرائط جن کے تحت ان اشیاء کا کھانا مباح ہے، وہ کتب احادیث میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ یہاں یہ شرط عائد نہیں کی گئی کہ کھانے سے پہلے ان کو ذبح کیا جائے اور ان پر تکبیر پڑھی جائے، کیونکہ یہ چاروں اشیاء یا گوشت ابدی طور پر حرام ہیں۔ مثلاً خنزیر پر اگر کوئی بے وقوف تکبیر ہی پڑھ ڈالے، تو بھی وہ حرام ہی رہے گا، اسی طرح وہ شے یا جانور یا گوشت ابدی طور پر حرام رہے گا، جس کا انتساب غیر اللہ کے لئے کر دیا گیا ہے۔ بے شک اسے اسلامی طریق پر ذبح کیا اور اس پر تکبیر پڑھی جائے۔ "ما" میں سب کچھ داخل ہو سکتا ہے، میں نے اسی کے تحت شے یا گوشت کو بھی شامل کر لیا ہے۔ کیونکہ غیر اللہ کے نام پر صرف جانوروں کو ہی منسوب نہیں کیا جاتا، بلکہ دیگیں اناج، ثمرات اور پارچات اور رقوم بھی منسوب کی جاتی ہیں۔ کیونکہ سبب اور وجہ حرمت انتساب ﴿لغیر اللہ﴾ ہے۔ جہاں یہ سبب اور وجہ قائم ہو گی وہاں ہر چیز حرام ہو جائے گی، خواہ وہ جانور ہو، کھانے ہوں، دیگیں ہوں، چادریں ہوں یا نقد رقوم ہوں۔

انتساب ﴿ لغیر اللہ ﴾ کیا ہے؟ اگر کوئی جانور یا اناج یا پار چات شادی کے لئے مختص اور نامزد کرائے جائیں تو کیا وہ بھی انتساب لغیر اللہ کے تحت آجائیں گے؟ یا کیا قربانی کیلئے اور عقیقہ کیلئے مختص کیے جانے والے جانور بھی اسی ضمن میں آئیں گے؟ نہیں ہرگز نہیں! شادی ایک مقصد ہے۔ اس کا اس حکم سے کوئی تعلق نہیں بنتا۔ بلکہ اگر کوئی شخص دعوتِ یاراں کے لئے کوئی جانور پالتا ہے تو وہ بھی اس حکم کے تحت نہیں آتا۔ یہاں تک کہ اگر وہ اس دعوتِ یاراں میں غیر اسلامی حرکات کا مرتکب ہوتا ہے تو بھی جانور تو حلال وطیب ہی رہے گا۔ البتہ وہ شخص معصیت کی سزا کا حق دار ہوگا۔ جانوروں کا لڑانا ممنوع ہے۔ اصیل مرغ یا مینڈھا جو لڑانے کے مقصد کے لئے پالا جائے، اسے لڑایا جائے یا نہ لڑایا جائے وہ ہر حال میں حلال وطیب ہوگا اور بعد تکبیر اس کا کھانا درست ہوگا۔ البتہ مرغ کو لڑانے والے مالک کو اور اس غرض سے پالنے والے کو اس کام کی عنداللہ سزا ملے گی اور یہی حکم بٹیر پالنے اور لڑانے کا ہے۔

بعض اہلِ علم اپنے مخصوص مقاصد کے تحت اس جگہ یہ ترجمہ کرتے ہیں (بوقتِ ذبح) جس جانور پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے وہ حرام ہے۔ اس ترجمہ میں بوقت ذبح کو خطوطِ وحدانی (بریکٹ) میں رکھ کر ایک بہت بڑا مغالطہ پیدا کیا گیا ہے۔ ﴿أهِلَّ﴾ کا ترجمہ پکارنا کیا گیا ہے۔ لیکن مترجم سے ﴿لغیرا للہ﴾ کی لام میں تحریف کرنے کی کوئی صلاحیت ممکن ہی نہ تھی۔ لام کے معنی "لئے" اور "واسطے" بنتے ہیں۔ بغیر اللہ کے معنی "غیر اللہ کے لئے" بنتے ہیں۔ "غیر اللہ کا نام" ترجمے کے کسی بھی قرینے سے نہیں بنتا۔ اور پھر خطوطِ وحدانی میں ہمیشہ وہ الفاظ رکھے جاتے ہیں جو متن میں تو موجود نہ ہوں مگر دو زبانوں کے اختلافِ محاورہ کے باعث مفہوم میں پیدا ہونے والی کمی کو پورا کرنے کیلئے ضروری ہوں۔ خطوط وحدانی کا استعمال متن کے ترجمے میں تحریف کے لئے نہیں ہو سکتا اور دنیا میں ترجمے کا کوئی قاعدہ ایسا نہیں جو کسی قاری کو اس بات کا پابند کرتا ہو کہ وہ خطوطِ وحدانی کے اندر رکھے گئے الفاظ کو ضرور تسلیم کرے، کیونکہ یہ تو بہر حال ثابت ہے کہ یہ مترجم کا اپنا اضافہ ہے اور متن میں یہ الفاظ موجود نہ تھے۔ خطوطِ وحدانی کے ذریعے مترجم کوئی ایسی وضاحت بھی کر سکتا ہے جو ان الفاظ کے ترجمے سے کماحقہ، نہ ہو سکتی ہو جو متن میں برتے گئے ہوں، لیکن حرام کو حلال کرنے کے لئے کوئی بھی مترجم خطوط وحدانی کو بطور ہتھیار نہیں استعمال کر سکتا۔ مترجم کو ترجمہ کرتے وقت یہ کیسے علم ہوا کہ (بوقت ذبح) کا اضافہ منشائے باری تعالیٰ ہے۔ ظاہر ہے اس کے پاس ایسا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ اسی اعتبار سے بھی (بوقت ذبح) کی شرط بہت بڑی جسارت اور عاقبت کی خرابی کے خطرے سے مملو ہے۔

ہم نے تحقیق کی ہے، کفار مکہ و دیگر مشرکین عرب و عجم بتوں اور استھانوں (مراکزِ شرک) پر جو جانور ذبح کرتے تھے وہ بوقت ذبح ان پر تکبیر ہی پڑھتے تھے۔ مثلاً لات و منات کی منتوں کے جانوروں پر ذبح کرتے وقت وہ

بسم اللات یا بسم المنات نہ کہتے تھے اور تکبیر کہتے تھے مگر قرآن مجید میں ﴿وما ذبح علی النصب﴾ کے حکم کے تحت استھانوں اور غیر اللہ کی پرستش گاہوں پر ذبح کئے جانے والے جانور حرام ٹھہرا دیئے گئے۔ اہلِ کتاب کا کھانا ہمارے لئے اور ہمارا کھانا ان کے لئے قرآن میں حلال ہے۔ اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ اہلِ کتاب جانوروں پر تکبیر پڑھ کر ذبح کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ استھانوں اور غیر اللہ کی پرستش گاہوں پر بھی تکبیر ہی پڑھ کر ذبح کرتے ہوں گے مگر یہ ذبیحہ حرام قرار دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید، کلاموں کا بادشاہ ہے۔ ﴿ذُبِحَ﴾ اور ﴿أُهِلَّ﴾ دو مختلف المعانی الفاظ ہیں۔ مترجم حضرات کو غور کرنا چاہیے کہ اگر (بوقت ذبح) کا استثناء یا شرط منشائے باری تعالیٰ ہوتی تو ذبح کا لفظ بطور فعل آنا چاہیے تھا ﴿أُهِلَّ﴾ کہ کر ذبح کے معانی نکالنے کے لئے مترجم حضرات کو تکلف میں ڈالنے کی آخر کیا حاجت تھی۔ (بوقت ذبح) کی شرط سے اشتباہ پیدا ہوتا ہے۔ کچھ لوگ ایسے جانوروں کا گوشت کھانا حلال اور کچھ حرام سمجھیں گے۔ اور عند اللہ دونوں ہی مرتکب معصیت ہوں گے۔ ایک اس لئے کہ انھوں نے حرام کو حلال ٹھہرایا۔ دوسرے اسلئے کہ انھوں نے حلال کو حرام ٹھہرایا۔ حرام حلال کے فیصلے اللہ تعالیٰ خود کرتا ہے۔ یہ کام مترجموں کا نہیں ہے۔ یہاں مترجم نے بوقت ذبح کی شرط لگا کر اسے متشابہات میں داخل کر دیا ہے۔ جو بہت بڑی جسارت ہے۔

منسوب کرنے کے سلسلے میں بھی بعض مترجمین نے خلطِ مبحث کیا ہے۔ جس کا مفصل جواب ہم اوپر دے چکے ہیں۔ مزید وضاحت کے لئے عرض ہے کہ منسوب یعنی ﴿أُهِلَّ﴾ کا آسان ترین معنی چڑھاوا ہے جو اللہ کے سوا کسی بھی ہستی کی خدمت میں یا اس کی قبر پر یا اس کے نام پر اس لئے پیش کیا جائے کہ اس نے ہماری کوئی کاروائی خود کی ہے یا اللہ سے کرائی ہے۔ یعنی...... ہماری مطلب برآری کی ہے یا کرائی ہے۔ ہماری مشکل کشائی کی ہے یا کرائی ہے اور اب یہ رقم، یہ چادر، یہ جانور، یہ اناج یا یہ پھل جو ہم نے اس مشکل کے حل ہو جانے کے واسطے غیر اللہ کے لئے مقرر کی تھی، اس کی خدمت میں، اس کی قبر پر یا اس کے نام پر پیش کرتے ہیں۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ والدین کی خدمت، اساتذہ کی خدمت، فقراء کی خدمت یتیموں اور بیوگان کی بھلائی کے کام سب اللہ کے احکام کے تابع ہیں۔ اس میدان میں بندے جو کچھ کرتے ہیں وہ اللہ کے لئے، اللہ کی رضاء کے لئے اور اس کے حکم کے تحت کرتے ہیں۔ لہٰذا یہاں خلطِ مبحث کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ ہدیہ ہے، تحفہ ہے، صدقہ ہے، خیرات ہے، دعا کرنا اور کرانا بھی اس ضمن میں نہیں آتا ہے اور ظاہر ہے دعا زندہ شخص ہی کر سکتا ہے۔ مثلاً ہمارے والدین، ہمارے اساتذہ ہمارے خیر خواہ ہماری بہتری کے لئے دعا گو ہیں۔ ہم ان سے کہتے رہتے ہیں اور کہنا چاہیے کہ ہمارے حق میں دعائے خیر کریں۔ اس میں غیر اللہ کا معاملہ نہیں ہے۔ یہ ہیں تو سب غیر اللہ مگر ہم ان میں الوہیت کے اختیارات اور اوصاف نہیں ڈالتے۔ یہ ہستیاں پاکباز ہوں یا معاملہ اس کے الٹ ہو، دونوں صورتوں میں غیر اللہ اور من دون اللہ

ہیں۔استمداد غیر اللہ اس وقت شروع ہوتا ہے جب ہم کسی ایسی ہستی سے اپنی بھلائی کی تمنا وابستہ کر لیتے ہیں۔ جو اس دنیا سے رحلت کر چکی ہے ہم اسے اپنے حال کی نگران تصور کر لیتے ہیں یا اس وقت جب ہم اپنے کسی زندہ بزرگ کو اللہ کی طرح ہی اپنا حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ لیتے ہیں۔ یہ طویل وضاحت اس لئے ضروری تھی کہ تحریف کرنے والوں کے قربان جایئے۔ انھوں نے عقیقے کے جانور کی دلیل پکڑ لی۔ ممکن ہے کہ وہ کہہ دیں۔ باپ بھی تو غیر اللہ ہے۔ اسلئے اس کی خدمت میں عقیدت کے ساتھ کچھ پیش کرنا بھی تو شرک ہے۔ لہذا یہ تصریح واجب تھی۔

اس آیۂ مبارکہ میں مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور ہر وہ چیز حرام قرار دی گئی ہے جسے بطور منت، نذر، نیاز اور چڑھاوے کے اللہ کے سوا کسی دوسری ہستی کے لئے مقرر کر دیا جائے، اور اس کا یہ ترجمہ "(بوقت ذبح) اس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو"۔

منشائے باری تعالٰی کے الٹ، محاورے کے برعکس اور گرائمر کے لحاظ سے غلط اور صریح گمراہ کن تحریف ہے۔ وہ جانور جسے اس طرح غیر اللہ کے نام پر منسوب و مقرر کیا گیا ہو، وہ مستقلاً اور مطلقاً حرام ہے اور ذبح کرتے وقت اس پر ایک بار نہیں سو بار تکبیر پڑھیں وہ حرام ہی رہے گا۔

سورۃ المائدۃ کی آیت نمبر ۳ ﴿حرمت عليكم الميتة .....﴾ میں بھی یہی مضمون مزید اضافوں کے ساتھ آیا ہے۔ ترجمہ: (تم پر حرام کئے گئے ہیں مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جو جانور کہ غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو، اور جو گلا گھٹنے سے مر جاوے اور جو کسی ضرب سے مر جائے اور جو بلندی سے گر کر مر جائے اور جو کسی ٹکر سے مر جائے اور جس کو کوئی درندہ کھانے لگے لیکن جس کو ذبح کر ڈالو اور جو جانور استھانوں پر ذبح کیا جاوے)۔

پچھلی آیت میں ﴿حرمت﴾ کے ذریعے چار چیزیں حرام کی گئی تھیں۔ اس آیت میں چھ قسم کے گوشت مزید شامل کر دیئے گئے۔ پچھلی آیت میں مردار اور خون تو اشیائے حرام تھیں۔ خنزیر اور غیر اللہ کے نام پر نامزد کردہ جانور کے گوشت حرام کئے گئے تھے مگر ان میں سے کسی کو بھی ﴿إلا ماذكيتم﴾ کا استثناء نہیں دیا گیا تھا۔ خنزیر کے بارے میں تو کوئی تنازعہ نہیں۔ اسی طرح جو جانور کہ غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو، اس کے بارے میں بھی کوئی تنازعہ نہیں ہونا چاہیے کہ وہ مطلقاً حرام ہے، اگر اسے ﴿إلا ماذكيتم﴾ کا استثناء دینا مقصود ہوتا تو یہ کام مترجم کے لئے نہ اٹھار کھا جاتا، کیونکہ جہاں استثناء دینا مقصود تھا وہاں اللہ باری تعالٰی نے خود دیا ہے۔ اس آیت میں بھی واضح طور پر گلا گھٹنے سے مرنے والے، ضرب سے مرنے والے، بلندی سے گر کر مرنے والے، ٹکر سے مرنے والے درندہ کے منہ سے نکلنے کو ﴿إلا ماذكيتم﴾ کا استثنا دے کر کوئی بندہ اسی بات پر اصرار کئے ہی چلا جائے کہ ﴿إلا ماذكيتم﴾ کا استثناء ﴿وما أهل به لغير الله﴾ کو بھی لاحق ہے، تو اگر یہ گستاخی یا اسلام کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ ہو تو کیا ایسے بندے سے یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ پھر یہ استثناء لحم خنزیر کو کیوں لاحق نہیں؟ کس

قرینے کے تحت، کس اصول کے تحت، کس حدیث کے تحت، کس نص قرآنی کے تحت، کس قاعدہ صرف و نحو کے تحت ﴿الا ماذکیتم﴾ کا اطلاق وسیع ہو کر ﴿وما أهل لغير الله﴾ تک جاتا ہے اور اس سے پیچھے نہیں جاتا، پہلی آیت میں حرام کردہ اشیاء چار ہیں وہاں ﴿الا ماذکیتم ﴾ کا استثناء دینا مقصود نہ تھا، اسلئے نہ دیا گیا البتہ استثناء اس کیفیت کا دیا گیا جو اضطراری ہو اور بندہ اس قدر بھوکا ہو کہ مرنے کی نوبت آجائے اور اکلِ حلال ملنے کی صورت نظر نہ آتی ہو اور اس بندے میں حکمِ الٰہی سے بغاوت اور سرکشی کا عنصر نہ پایا جاتا ہو تو ان مطلقاً اور ابدی حرام گوشتوں میں سے اس قدر کھانے کی اجازت دی گئی کہ موت کا خطرہ ٹل جائے اور کھانے والے میں اتنی سکت پیدا ہو جائے کہ وہ چل کر کسی ایسے مقام تک پہنچنے میں کامیاب ہو سکے جہاں اکلِ حلال ملنے کا امکان ہو۔ یعنی ایسے وقت میں اگر وہ ﴿وما أهل به لغير الله﴾ کھاتا ہے تو ﴿الا ماذکیتم﴾ کی شرط کے ساتھ نہیں کھاتا ہے۔ دلیل اس کے اسی آیت کے اندر موجود ہے۔ فرض کیجئے اس مذکورہ اضطراری حالت میں اگر اسے ﴿وما أهل به لغير الله﴾ کی جگہ خنزیر ہی مل سکا ہو اور حالتِ اضطرار میں وہ اس کے کھانے پر مجبور ہو تو کیا پہلے وہ اس پر تکبیر پڑھ کر اسے ذبح کرے گا اور کیا اس تکبیر کے پڑھنے سے لحمِ خنزیر کی حرمت جاتی رہے گی؟ اس آیت میں حرام کی گئی ہر چہار اشیاء حرام ہیں اور ان پر تکبیر پڑھنا بھی حرام ہے، جو بندہ مجبوراً انھیں حالتِ اضطرار میں کھاتا ہے وہ حرام ہی کھاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اسے حرام کے کھانے کی رخصت دی ہے۔

اس مسئلہ کو قرآن مجید میں تین الگ الگ مقامات پر بیان کرنے کا مقصد ہی یہ تھا کہ اشتباہ کا کوئی امکان ہی نہ رہے۔ دوسری آیت میں "حرمت" کے فعل کے تحت پہلی آیت حرام کردہ چار گوشتوں اور چیزوں کے ساتھ پانچ دوسرے گوشت شامل کردیئے گئے، جو تھے تو حلال..... مگر تکبیر پڑھنے سے پہلے ہی بیان کردہ وجوہات کے تحت مر گئے اور مردار ہو گئے۔ لہذا فرمایا کہ اگر مرنے سے پہلے ان پر تکبیر پڑھ کر انھیں ذبح کرلیا جائے تو وہ حلال ہی رہیں گے۔ مثلاً بلندی سے گرنا حرمت کی علت نہیں، اگر کسی بھیڑ کو شیر نے زخمی کیا مگر مالک آگیا، شیر بھاگ گیا تو اس زخم کی وجہ سے وہ حرام نہ ہوگی۔ اس لئے اس پر تکبیر پڑھ کر ذبح کرلو تو اس کا گوشت حلال وطیب ہے۔ پانچ قسم کے زخمی جانوروں کی ﴿الا ماذکیتم﴾ کا استثناء دے کر چھٹی قسم کے گوشت کو پھر حرام فرمادیا گیا۔ اسی لئے پہلی پانچ اقسام سے متصل ﴿الا ماذکیتم﴾ بیان فرمایا۔ کیونکہ یہ انھی پر لاگو تھا۔ ﴿وما ذبح على النصب﴾ کو ﴿الا ماذكيتم ﴾ کا استثناء لاحق نہیں ہے۔

میں نے ﴿وما أهل به لغير الله﴾ کے "ما" کے تحت جانوروں کے علاوہ دیگر اشیاء کو بھی شمار کیا ہے تو اسکا قرینہ یہ ہے کہ "ما" موصولہ ہے اور جاندار و غیر جاندار کو شامل ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ وجۂ حرمت ﴿أهل به لغير الله﴾ ہے۔ اگر اس وجہ سے جانور حرام ہو گیا تو کیا دیگر اشیاء جنہیں منت کے طور پر غیر اللہ کے

لئے نامزد کر دیا جائے حرام نہ ہوں گی؟ ہوں گی اور یقیناً ہونگی؟

اب میں قارئین کی توجہ ایک اور صورت کی طرف دلانا چاھتا ہوں کہ چڑھاوے کے مرغ، بکرے اور پارچات وغیرہ مجاور لوگ بیچ دیتے ہیں اور عوام قیمت ادا کر کے وہ خریدتے ہیں اور کام میں لاتے اور کھاتے ہیں یاد رکھیں! یہ ﴿أهل به لغير الله﴾ کے تحت مطلقاً اور ابداً حرام ہیں۔ اس لئے ایسے جانوروں یا اموال کا استعمال ناجائز ہی رہے گا، بیشک کسی آدمی نے مجاوروں کو ان کی قیمت ادا کر دی ہو، کیونکہ علت حرمت قیمت کا ادا نہ کرنا نہیں ہے بلکہ ﴿أهل به لغير الله﴾ ہے جو برقرار ہے۔

قولِ فیصل

یہ بات طے ہو گئی کہ قربانی، عقیقہ، شادی، تحفہ، حیلہ مقاصد ہیں۔ بعض مقاصد گناہ والے ہیں مثلاً عیاشی کی دعوت، کتوں کی لڑائی والے دن کی ضیافت، رقص و سرود کی محفل کی دعوت، یعنی حلال مقاصد ہوں یا حرام، دونوں کے لئے مختص اور مقرر کیا جانے والا جانور یا جنس حرام نہیں ہو جاتی، ایسے جانور پر تکبیر پڑھی جائے تو اس کا گوشت اکلِ حلال ہے، جبکہ غیر اللہ کے لئے اعلان کردہ اور مقرر کردہ جانور تکبیر پڑھنے یا نہ پڑھنے دونوں صورتوں میں مستقل حرام ہے اور اس کا گوشت اکلِ حرام ہے۔

یہ حلال و حرام کا معاملہ تھا۔ اللہ باری تعالیٰ نے اسے قرآن پاک میں نہایت تفصیل سے بیان فرمایا ہے تاکہ کہیں کوئی شبہ باقی نہ رہ جائے۔ اب بھی اگر کوئی بندہ حرام کو حلال کرنے کے لئے خطوطِ وحدانی یعنی بریکٹ کا سہارا لیتا ہے تو اس کی مرضی!!! سورۃ الانعام کی آیت ۱۴۵ میں پھر یہی مضمون دہرایا گیا: (آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ہیں ان میں تو میں کوئی حرام غذا نہیں پاتا ہوں کسی کھانے والے کے لئے جو اس کو کھاوے مگر یہ کہ وہ مردار ہو، یا بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو، کیونکہ وہ رجس (مستقبل ناپاک) ہے یا جو (جانور) بے حکمی میں غیر اللہ کے واسطے اعلان کر دیا جائے، پھر جو بے تاب (مضطر) ہو جائے، بشرطیکہ نہ تو طالب لذت ہو اور نہ سرکشی تو واقعی آپ ﷺ کا رب غفور رحیم ہے) یہاں پھر وہی چار اشیاء بیان فرمائی گئیں جو سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۷۳ میں تھیں اور یہاں پھر ان کے کھانے کے لئے حالتِ اضطرار کی شرط رکھی گئی۔ نہ یہاں نہ وہاں ﴿الا ماذكيتم﴾ کا استثناء ان چار چیزوں اور گوشتوں کو دیا گیا۔ یہاں دو لفظ خاص طور پر اضافہ فرمائے۔ ایک رجس جو کسی حالت میں بھی پاک نہیں ہو سکتا۔ دوسرا فسق یعنی غیر اللہ کے لئے اعلان کرنا ایک ایسا عمل ہے جو بے حکمی میں داخل ہے۔ سورۃ المائدۃ کی آیت نمبر ۳ جو پیچھے زیر بحث آچکی ہے اس میں ﴿الا ما ذكيتم﴾ کا استثناء ان چار چیزوں میں سے کسی کو بھی لاحق نہیں ہے اور جو لوگ ایسی جسارت کرتے ہیں ان کے لئے بھی قرآن مجید نے ہی فیصلہ کر دیا ہے، سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۱۹ کے آخری حصہ میں فرمایا: (اللہ تعالیٰ نے ان سب جانوروں کی تفصیل

بتادی ہے، جن کو تم پر حرام کیا ہے مگر وہ بھی جب تم کو سخت ضرورت (اضطرار) پڑ جائے اور یہ یقینی بات ہے کہ بہت سے لوگ اپنے غلط خیالات پر بلاسند گمراہ کرتے ہیں)۔ پس سورۃ المائدۃ کی آیت نمبر ۳ میں ﴿إلا ماذکیتم﴾ کا استثناء انھیں گوشتوں کو حاصل ہے، جو بنیادی طور پر تو حلال ہیں، مگر ان حادثات کی وجہ سے زخمی ہو جائیں جن کا ذکر اس آیت میں کیا گیا مگر ان پر زندہ حالت میں تکبیر پڑھ کر ذبح کر لیا جائے، تو وہ اکل حلال ہوں گے۔ مگر مردار، بہتا ہوا خون، خنزیر کا گوشت اور غیر اللہ کے لئے اعلان کردہ اور نامزد جانور یا اشیاء اور غیر اللہ کی منتیں مستقل طور پر حرام ہیں اور حرام پر تکبیر پڑھنا اور اسے حلال بنانے کی کوشش کرنا حکم الٰہی سے کھلی بغاوت ہے۔ قرآن مجید نے اسے بلاسند، بلا ثبوت اور بلا دلیل گمراہی قرار دیا ہے۔ ہم نہایت دردمندی سے اپنے مسلمان بھائیوں سے التماس کرتے ہیں کہ غیر اللہ کے لئے نہ تو کسی جانور کو نامزد کریں اور نہ ہی غیر اللہ کے نام پر کوئی منت مانیں یا نذر و نیاز دیں اور نہ ہی اس قسم کی اشیاء اور گوشت کھائیں کیونکہ اول الذکر شرک اور ثانی الذکر اکل حرام ہے۔

دینی و عصری تعلیم کے حسین امتزاج کا حامل ادارہ

مدرسۃ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

نزد چوٹی ٹیکسٹائل ملز جامپور روڈ۔ ڈیرہ غازی خان

جس میں مڈل تک سرکاری نصاب کے مطابق تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم اور عربی بول چال کی مہارت پیدا کرنے کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے۔ محنتی، قابل، ماسٹر ڈگری کے حامل اساتذہ کی خدمات ہمہ وقت ادارہ کیلئے وقف ہیں۔

تعلیمی سال 2001ء کیلئے صرف یتیم بچوں کیلئے داخلہ شروع ہے

شعبہ دینی، عصری، عربی تعلیم، داخلہ کلاس اول تا ہشتم ٥ شعبہ حفظ و تجوید

[redacted] داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 4 اپریل 2001ء ہے۔

تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو کی تاریخ 5 اپریل 2001ء ہے

مراعات: قیام و طعام، علاج معالجہ، ماہانہ وظائف، موسم کے مطابق لباس اور سکول کی وردی فری۔

شرائط داخلہ: سکول سرٹیفکیٹ، والد کی فوتگی کا سرٹیفکیٹ، پیدائشی سرٹیفکیٹ

صرف پہلی جماعت کیلئے: سرپرست کے شناختی کارڈ اور اسکا ہمراہ ہونا ضروری ہے۔ بچے کی عمر ٦ / ٧ سال ہو

منجانب: مدیر مدرسہ عمار بن یاسر ڈیرہ غازی خان۔ فون: 463020